OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.*

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
July–September -2023
Vol: 8, Issue: 31
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

تفسیرِ قرآن میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اسلوب و منہج: ایک تحقیقی مطالعہ

Methodology and Approach of Syeda Āyesha Siddiqa (R.A) in Qurānic Exegeses: A Research Study

Dr. Syed Muhammad Tahir Shah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,Government Graduate College Satellite Town Rawalpindi:smtahirshah2@gmail.com

Abstract

Syeda ´Āyesha Ṣiddiqa (May Allah Be Pleased with Her) was the most beloved wife of the Prophet (PBUH). The level of her character, dignity, status and knowledge was very high that is narrated and described in the books of Sīrah and history. She was taught and trained directly by the Prophet Muhammad (PBUH).Although she was a great scholar in every field of Islamic sciences, aspects and knowledge, but as a woman scholar and Prophet's (PBUH) companion, her expertise and depth in Qurānic exegeses (Tafsīr) was remarkable. Her method of Qurānic Interpretation is a role model and provided the researched bases to the earlier as well as the contemporary interpreters. She clarified the misunderstandings in exegeses and condemned the irresponsible interpretive behavior and unauthentic interpretation of Qurān. She interpreted Qurānic verses in the very easy and simple ways, according to the context and coherence and introduced to interpret Qurān with the authentic and researched way of interpretation. She used the basic and authentic sources for explaining Qurānic verses. In this research article, it is focused on the salient features of her exegetical (Tafsīr) Methodology to find and follow the noble examples of Exegeses from her interpretations.

Keywords: Wife, Methodology, approach, exegeses, unauthentic, context, misunderstandings

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی سب سے محبوب زوجہ مطہرہ تھیں۔ آپ کے فضائل و مناقب کتبِ سیرت و تراجم میں بکثرت بیان کیے گئے ہیں۔ علمی مقام و مرتبہ بھی بلندیوں کی انتہا کو چھوتا دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ علم کے ہر میدان میں آپ کی مہارت اور وسعت ایک بحرِ بے کنار کی مانند ہے لیکن تفسیر

قرآن میں جو شغف اور مہارت تامہ آپ کو حاصل تھی وہ صحابیات میں سے کسی اور کو میسر نہیں آئی۔ آپ نے قرآنیات اور تفسیر میں جو اسلوب و منہج اختیار کیا وہ تفسیر کے شعبے میں ہر دور میں مفسرین کو تحقیقی بنیادیں فراہم کرتا رہا ہے اس لیے اس اسلوب کو متقدمین مفسرین نے بھی اختیار کیا اور دورِ حاضر کے مفسرین کے لیے بھی یہ ایک عمدہ علمی نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے قرآنی آیات کی تفسیر سے متعلق اکثر غلط فہمیوں کو دور کرنے کی پوری سعی و کوشش کی، کلام اللہ کی تفسیر میں غیر علمی رویوں کی حوصلہ شکنی کی، آسان، سہل اور سیاق وسباق سے مناسبت والی تفسیر کو بیان کیا اور تفسیر کے بیان میں نبی اکرم ﷺ سے صحت کے ساتھ ثابت شدہ تفسیر کو بنیاد بنا کر یہ فریضہ سرانجام دیا۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہا نے اتنا بلند علمی و عملی مقام حاصل کر کے عورت کا سر بھی فخر سے بلند کر دیا اور خواتین کے لیے ایک نادر نمونہ بھی فراہم کر دیا۔ اس مضمون میں آپ رضی اللہ عنہا کے مقام اور تفسیر میں آپ کے منہج واسلوب پر تحقیقی انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ اس کی علمی جہات سے آگاہی ہو سکے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تعارف اور علمی مقام

آپ کا نام عائشہ، لقب صدیقہ، خطاب ام المومنین اور حمیرا جبکہ کنیت آپ کے بھانجے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نام پر "ام عبد اللہ" ہے۔ والد محترم کا نام عبد اللہ، لقب صدیق اور کنیت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) تھی۔ والدہ ماجدہ کا نام ام رومان تھا۔ آپ نبوت کے چوتھے یا پانچویں سال میں پیدا ہوئیں اور دس نبوی میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رحلت کے بعد چھ سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ سے آپ کا نکاح ہوا جبکہ ہجرت مدینہ کے بعد نو سال کی عمر میں (اس میں اختلاف بھی موجود ہے) رخصتی ہوئی اور آپ نبی اکرم ﷺ کے کاشانہء نبوت میں آ گئیں[1]، اٹھارہ سال کی عمر میں بیوہ ہوئیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں 57ھ میں وفات پائی، نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور بقیع میں تدفین ہوئی۔[2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ازواج مطہرات میں ایک امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ آپ کی ذات اسرار شریعت، کلام اللہ کی معرفت، سنت نبوی ﷺ کی فہم و بصیرت اور علوم و فنون سے کامل طور پر بہرہ اندوز

---

[1]۔ شمس الدین، الذہبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، (مؤسسۃ الرسالۃ 1405ھ)، ج2ص135

Shams ud Dīn, Al-Dhahabi, Abū Abdullah, Muḥammad Bin Aḥmed, Siyar E'lam un Nubala,(Moassisat ur Risalah 1405 H) 2:135

[2]۔ محمد بن عبد اللہ الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، (دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، 1411ھ)، ج4ص5الرقم 6714، 6715،

Abū Abdullah, Muḥammad Bin Abdullah, Al- Ḥākim, Al-Mustadrak 'Ala saḥīḥain, (Darul Kutub Al-'ilmiyah Bairūt Lubnan, 1411H) 4:5, No. 2714,2715

تھی۔ آپ بچپن ہی سے نہایت ذہین وفطین، معاملہ فہم اور حاضر جواب تھیں۔ لڑکپن کی تمام باتیں یاد رکھتی تھیں ،ان کو روایت کرتی تھیں، ان سے احکام کا استنباط کیا کرتی تھیں، لڑکپن کے دور کے جزئی واقعات کی مصلحتیں بتاتی تھیں اور اس چھوٹی عمر کے کھیل کود میں اگر کوئی آیت ان کی سماعت سے ٹکرا جاتی تو اس کو بھی ازبر رکھتی تھیں۔[3] چنانچہ فرماتی تھیں کہ مکہ میں جب آپ ﷺ پر آیت مبارکہ "بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ"[4] نازل ہوئی تو میں کھیل رہی تھی۔[5] آپ کے والد گرامی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قریش میں علم انساب وشعر کے ماہر تھے اس لیے ادب و تاریخ اور علم انساب کی واقفیت اور شاعری کا ذوق والد گرامی سے وراثت میں ملا تھا، طب آپ ﷺ کے پاس آنے والے وفود کی گفتگو سے سیکھی تھی۔[6] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم و تربیت کا اصل زمانہ رخصتی کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ علوم دینیہ کی تعلیم کا کوئی وقت مقرر اور مخصوص نہیں تھا۔ شریعت کے معلم خود گھر میں تھے اور شب وروز ان کی صحبت مقدسہ میسر تھی۔ مسجد نبوی میں روزانہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وارشاد کی مجلسیں منعقد ہوتی تھیں جو کہ آپ کے حجرہ کے بالکل ملحق تھی اس طرح آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے گھر سے باہر دیے جانے والے دروس میں بھی شریک رہتی تھیں۔[7] کبھی اٹھ کر مسجد کے قریب تشریف لے جاتیں اور کبھی دور ہونے کی وجہ سے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تو نبی اکرم ﷺ کے گھر تشریف لانے پر ان سے پوچھ لیتی تھیں۔[8] اس ہمہ وقت اور کامل واکمل تعلیم وتربیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ شان ورفعت اور مقام ومرتبہ عطا فرمایا کہ جو اور کسی کے حصے میں نہیں آیا۔ آپ کے بھانجے اور

---

[3]۔ سید سلمان ندوی، سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا، (دار الابلاغ لاہور 2010ء)، ص24

Syed Salman Nadvi, Sīrat e Aysha(R.A), (Dar al Ablagh, Lahore, 2010 A.D) P. 24

[4]۔ القمر 54: 46

Al Qur'ān, 54:46

[5]۔ امام محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، الرقم 2876

Muḥammad Bin Isma'īl Al-Bukhari, Al-Jam'e Al-Saḥīḥ, Kitab al-Tafsīr, No. 2876

[6]۔ الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج2، ص197

Al-Dhahabi, Siyar E'lam un Nubala, 2:193

[7]۔ ندوی، سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ص36

Nadvi, Sīrat e Aysha(R.A), P.36

[8]۔ النسائی، امام، احمد بن شعیب، سنن النسائی، کتاب السھو، الرقم 1344

Al- Nasa'i, Imam, Aḥmed Bin Sho'aib, Sunnan Al-Nisa'I, Kitab Al-Sahw, No. 1344

شاگردِ خاص حضرت عروہ بن زبیرؒ ارشاد فرماتے ہیں: "میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحبت میں وقت گزارا۔ میں نے ان سے بڑھ کر آیات کے شانِ نزول، علم فرائض، سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، شعر و ادب، تاریخِ عرب اور انسابِ قبائل ، مقدمات کے فیصلوں، یہاں تک کہ طب کی معرفت والا کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔[9] امام زہری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ تابعین کے اکابرین میں سے تھے فرماتے ہیں: "اگر تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا بلکہ تمام مسلمان خواتین کا علم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کے مقابلے میں جمع کیا جائے اور موازنہ کیا جائے تو عائشہ کا علم ان سب سے اعلیٰ و افضل ہو گا"۔[10]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا درس اور فتویٰ دیا کرتی تھیں اور آپ کے علمی مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی لغزشوں اور غلطیوں کی نشاندہی بھی علمی انداز سے فرمائی، چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ اور علامہ زرکشیؒ نے اس موضوع پر "الاصاب فیما استدرکته عائشة علی الصحاب" کے عنوان سے ایک مستقل کتاب تصنیف کر رکھی ہے۔

2۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قرآن مجید میں شغف و انہماک

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قرآن مجید میں خصوصی شغف و انہماک رکھتی تھیں۔ اس بارے میں خود فرماتی ہیں کہ :"کانت تنزل علینا الآیه فی عهد رسول الله ﷺ فنحفظ حلالها و حرامها و آمرها و زاجرها ولا نحفظها"۔[11] (یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کوئی آیت نازل ہوتی تو ہم اس میں بیان کردہ حلال و حرام اور اوامر و نواہی کو تو (ضرور) یاد کر لیتے، اگرچہ اس کے الفاظ نہ بھی حفظ و ازبر کرتے)۔

اسی لیے ہر مسئلہ کے حل اور راہنمائی کے لئے آپ رضی اللہ عنہا اکثر قرآن مجید سے ہی رجوع فرمایا کرتی تھیں۔ قرآن سے شغف کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ نے علوم القرآن کے بھی بے شمار معارف و جواہر امت مسلمہ کو عطا فرمائے۔ مثلاً مکی اور مدنی سورتوں کی خصوصیات اور نزول قرآن کے اصولِ تدریج کو واضح کرتے ہوئے فرماتی

---

[9]۔ الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج2، ص183

Al-Dhahabi, Siyar E'lam un Nubala, 2:183

[10]۔ ایضاً، ص185

Ibid P.187

[11]۔ ابن عبد ربہ، العقد الفرید (طبع قاہرہ مصر، ۱۹۶۸ء)، جلد ۲ ص ۲۳۹

Ibn e 'Abd Rabehi, Al-'aqd Al- Farīd,(Tab'a Qahira Misar, 1968 AD) 2:239

ہیں:"سب سے پہلے قران کی جو سورتیں نازل ہوئیں انہیں مفصل یعنی مختصر آیات والی سورتیں کہتے ہیں، ان میں جنت اور دوزخ کا تذکرہ ہوتا ہے۔ بعد ازاں لوگ جب اسلام میں پختہ اور راسخ ہو گئے تو ایسی سورتیں نازل ہونا شروع ہوئیں جو حلال و حرام سے متعلقہ تھیں"[12]۔ اس کے علاوہ علوم القرآن کے بے شمار نکات سیدہ نے امت کو عطا کیے جن کی تفصیل کتب میں موجود ہے اور کچھ نکات پر ذیل کی بحث میں روشنی ڈالی جائے گی، تاہم یہاں اختصار سے تذکرہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

3۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تفسیر میں تحقیقی و علمی اسلوب و منہج

سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی پاک ﷺ کی زوجہ کے طور پر تقریباً دس سال بسر کیے اس عرصہ میں نبی اکرم ﷺ پر تقریباً قرآن مجید کا نصف حصہ آپ کی موجودگی میں ہی نازل ہوا۔ حضور ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل جو حصہ اتر چکا تھا آپ رضی اللہ عنہا اس کو بھی بخوبی سیکھ چکی تھیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کی قرآن فہمی کی طلب اور شوق کے ساتھ ساتھ آپ کو معلم کائنات ﷺ کی صحبت اور تلمذ جیسے نادر اسباب اور مواقع بھی عطا فرما دیے تھے جس کا حاصل یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا قرآن کی مکمل تفسیر، قراءت، آیات کے مصداقات، استدلال کے مواقع ،شانِ نزول اور طرق استنباط پر فہم نبوی ﷺ کی روشنی میں مکمل مہارت اور عبور حاصل کر چکی تھیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بخاری کی ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ پر قرآن مجید کا نزول ازواج میں سے سیدہ عائشہ صدیقیہ رضی اللہ عنہا کے بستر کے علاوہ کسی اور بیوی کے بستر پر نہیں ہوا[13]۔ یہی وجوہات تھیں کہ آپ کا تفسیری اسلوب و منہج علمی، تحقیقی اور درایتی خوبیوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے تھا اور تفسیر میں آپ کو اس قدر تبحر اور مہارت حاصل تھی کہ دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اجل تابعین عظامؒ آپ رضی اللہ عنہا سے تفسیری استفسارات کیا کرتے تھے جن کے جوابات آپ بڑے علمی انداز سے دیا کرتی تھیں۔ سیدہ کو ان کی اپنی بیان کردہ بعض تفسیرات کی صحت اور صداقت پر اس قدر یقین، اعتماد

---

[12]۔ ندوی، سیرۃ عائشہ، ص 223

Nadvi, Sīrat e Aysha(R.A), P.223

[13]۔ امام محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب اصحاب النبی ﷺ ، باب فضل عائشہ رضی اللہ عنہا، رقم الحدیث 3775

Imam Muḥammad Bin Isma'īl Al-Bukhari, Al-Jam'e Al-Saḥīḥ, Kitab Aṣḥāb Al- Nabi (S.A.W), Bāb Fażl e 'Aisha (R.A) No. 3775

اور بھروسہ تھا کہ انہوں نے ان کی تفسیر کو اپنے مصحف کے حاشیہ پر لکھوادیا تھا۔[14] ذیل میں آپ کے تفسیری اسلوب اور منہج کو چند عناوین کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔

1۔ تفسیر القرآن بالقرآن

مفسرین کے نزدیک تفسیر قرآن کا اوّل درجہ تفسیر القرآن بالقرآن ، کو سمجھا جاتا ہے۔اس قسم میں قرآن مجید کی تفسیر قرآنی آیات ہی کے ذریعے کی جاتی ہے۔کیونکہ بعض قرآنی آیات کی تفسیر قرآن میں ہی دوسری جگہ موجود ہوتی ہے۔علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص کتاب عزیز کی تفسیر کا ارادہ کرے وہ اوّلاً قرآن مجید کی تفسیر قرآن ہی سے طلب کرے۔اس لیے کہ قرآن مجید میں ایک مقام پر کوئی چیز اجمالاً اور اختصار کے ساتھ بیان کی گئی ہے تو دوسری جگہ اسی چیز کی تفسیر بھی کر دی گئی ہے۔اور جو شئے ایک مقام پر مختصر کر کے بیان ہوئی ہے وہی شئے قرآن کے دوسرے مقام میں جاکر تفصیلاً بیان کر دی گئی ہے۔[15]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تفسیری اسلوب کی پہلی خصوصیت یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا قرآنی تفسیر کرنے میں قرآنی آیات کو بھی بیان فرماتی تھیں۔جیسا کہ لوگوں نے آپ ﷺ سے جب آزاد عورتوں سے نکاح کے بارے میں استفسار کیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:" وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ"[16](یعنی اے پیغمبر ﷺ لوگ آپ سے یتیم عورتوں (سے نکاح اور میراث) کے بارے میں شریعت کا حکم پوچھتے ہیں، آپ ان سے فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان (یتیم عورتوں) کے بارے میں تمہیں حکم بیان کرتا ہے اور اس سے پہلے بھی اسی کتاب (یعنی قرآن) میں نازل شدہ حکم (آیتیں) تمہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔وہ بھی انہی یتیم عورتوں کے بارے میں (شرعی حکم) ہے۔جن کو تم ان کا مقرر شدہ حق ادا نہیں کرتے اور ان سے نکاح بھی کرنا چاہتے ہو)۔اس آیت مبارکہ کے الفاظ " وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ" کا مصداق

[14]۔ندوی، سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ص175

Nadvi, Sīrat e Aysha(R.A), P.175

[15]۔جلال الدین، عبد الرحمٰن السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن (الھیئۃ المصریۃ العامۃ الکتاب، ط1394ھ) ج۴، ص200

Jalal al Dīn, ‘Abdur Raḥman Al-Siyūṭi, Al-Itqan fī ‘Uloom ul Qurān(Al-Haiat al-mistiyah al’amah al-kitab, 1394H) 4:200

[16]۔النساء:127

Al Qur’ān, :127

بیان کرتے ہوئے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس حکم کے بارے میں فرمایا کہ کتاب میں تمہارے اوپر اس کی تلاوت کی جاتی ہے اس سے مراد وہ پہلی آیت مبارکہ ہے یعنی " وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ"[17]۔(یعنی اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم ان یتیم لڑکیوں (سے نکاح کرنے کی صورت میں) ان کے حق میں عدل و انصاف نہ کر سکو گے تو (ان یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے کی بجائے) ان کے علاوہ دیگر عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئیں ان سے تم نکاح کر لو)[18]۔ اس طریقے سے آپ نے قرآن کی تفسیر قرآن ہی کی آیت سے کر کے تفسیر کے اس پہلو پر مثال اور نمونہ مہیا فرما دیا۔ اس طرح کی دیگر امثلہ بھی کتب حدیث و تفسیر میں موجود ہیں۔

2۔ تفسیر القرآن باقوال النبی ﷺ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا قرآنی تفسیر کے بیان میں رسول اکرم ﷺ کی ذات کو اہم ترین ماخذ سمجھتی تھیں اور آپ ﷺ کی زندگی کو قرآن کی عملی تفسیر قرار دیتی تھیں۔ چنانچہ حضرت سعد بن عامر بن ہشامؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور عرض کی کہ اے ام المومنین آپ ہمیں نبی پاک ﷺ کے اخلاق کریمہ کے متعلق آگاہ کیجیے۔ اس پر سیدہ نے ارشاد فرمایا: "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ، أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ، قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ [19]} "[20]۔ یعنی آپ ﷺ کا اخلاق پورے کا پورا قرآن ہی تھا (یعنی آپ کا اخلاق قرآن کی منہ بولتی تصویر تھی)۔ کیا آپ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو نہیں پڑھتے ہو کہ بلاشبہ آپ ﷺ عظیم اخلاق پر فائز ہیں۔ اس اہمیت کے پیش نظر آپ تفسیر قرآن کے بیان میں نبی پاک ﷺ کے فرامین کو درج ذیل طریقوں سے بیان فرماتی تھیں:

---

[17]۔ النساء:127

Al Qur'ān, :127

[18]۔ امام مسلم بن الحجاج، القشیری، صحیح مسلم (داراحیاء التراث العربی، بیروت) کتاب التفسیر، رقم الحدیث 3018

Imām Muslim Bin Al-Ḥajāj Al-Qushairi, Ṣaḥīḥ Muslim (Dar Aḥyā Al-turath al-'Arabi Bairūt) Kitab Al-Tafsīr, No.3018

[19]۔ القلم، 68:4

Al Qur'ān,68:4

[20]۔ امام احمد ابن حنبل، مسند احمد، تحقیق شعیب الارنوؤط، (موسسۃ الرسالۃ، 2001ء) رقم الحدیث 24601

Imām Aḥmed Bin Ḥanbal, Muṣnad Aḥmed, Taḥqīq Sho'ab Al-Arnwoṭ (Moassisat Al-Risalat, 2001AD), No.24601

الف۔ تفسیر بذریعہ نقلِ روایات

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے فرامین کے ذریعے تفسیر بیان کرنے میں ایک انداز یہ تھا کہ وہ آیات کی تفسیر سے متعلق آپ ﷺ کی مرفوع روایات نقل فرمادیا کرتی تھیں جس سے تفسیر کی صحیح ترین صورت واضح ہو جاتی تھی۔ جیسا کہ سورۃ الفلق کی تفسیر میں آپ ﷺ کی وہ تفسیری روایت بیان فرماتی ہیں جو خصوصی طور پر آپ ﷺ نے سیدہ کو ارشاد فرمائی تھی، چنانچہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا:"يَا عَائِشَةُ اسْتَعِيذِي بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ هَذَا، فَإِنَّ هَذَا هُوَ الغَاسِقُ إِذَا وَقَبَ"[21]۔یعنی اے عائشہ تم اس (چاند) کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو، پس بے شک یہی وہ اندھیری رات ہے جب اس کا اندھیرا چھاجائے۔

ب۔ بذریعہ تفسیری استفسارات

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے فرامین کے ذریعے جہاں از خود تفسیر بیان فرمائی وہاں دوسرا انداز یہ اختیار فرمایا کہ کئی مقامات پر آپ ﷺ سے تفسیر معلوم کرنے کے لیے استفسارات کیے جن کے جوابات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائے۔ یہ استفسارات وجوابات گویا آپ ﷺ کے تفسیری فتاویٰ کی حیثیت رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے تفسیری مواد میں کافی اہمیت کے حامل سمجھے جاتے ہیں۔ یہ استفسارات وجوابات بعد میں تفسیر کے استفساری رجحان کے لیے بنیاد بھی بنے۔ چنانچہ ان کے ذہن میں کسی قرآنی آیت کے مفہوم یا مصداق کے بارے میں جو بھی سوال یا اشکال پیدا ہوتا وہ فوراً آپ ﷺ سے اس کا اظہار کرتیں اور سوال پوچھتیں جس کے جواب میں آپ ﷺ اس کی وضاحت وتوضیح فرمادیتے۔ ذیل میں چند مثالیں تحریر کی جاتی ہیں:

امام طبریؒ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ"[22] (یعنی اس نے تم پر دین (کی

---

[21]۔امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی ، سنن ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، رقم الحدیث3366

Imam Abu ‘Isa, Muḥammad Bin ‘Isa Al-Tarimẓi, Sunan Al-Tirimẓi, Abwab Tafsīr Al-Quran, No. 3366

[22]۔الحج،22:78

Al Qur’ān,22: 78

کسی بات) میں تنگی نہیں کی ہے) کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد تنگی ہے)۔[23]

اسی طرح آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس نے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے یعنی دیکھا ہے تو اس نے (یہ کہہ کر) اللہ پر بہت بڑا افتراء اور جھوٹ باندھا۔ اس کے بعد آیت مبارکہ: وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى[24] (یعنی انہوں نے اس کو پرلی حد کی بیری کے پاس ایک اور بار بھی دیکھا ہے) کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس آیت کے بارے میں سب سے پہلے میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے۔[25]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت مبارکہ: يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ[26] (یعنی انھیں اس دن سے ڈراؤ جس دن زمین کو دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا اور آسمان بھی (بدل دیے جائیں گے) اور تمام لوگ خدائے واحد وزبردست کے سامنے (ظاہر ہو جائیں گے) نکل کھڑے ہوں گے) کے بارے میں آپ ﷺ سے استفسار کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! (جب قیامت کے دن زمین دوسری سے بدلی جائے گی) تو اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ اس سوال پر آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: "پلِ صراط پر"[27]۔ سیدہ کے آپ ﷺ سے اس طرح کے کثیر تفسیری استفسارات کتب حدیث و تفاسیر میں متفرق

---

[23]۔ امام محمد ابن جریر الطبری، تفسیر الطبری، (مؤسسۃ الرسالۃ، 1420ھ) جز17، ص260، الرقم 25390

Imam Muḥammad Ibn Jarīr Al-Ṭabri, Tafsīr Al-Ṭabri,(Moassisat Al-Risalat,1420 H),)17:102, No.25390

[24]۔ النجم، 53:14،13

Al Qur'ān,52:13,14

[25]۔ الطبری، تفسیر الطبری، جز27، ص64، الرقم 32478

Al-Ṭabri, Tafsīr Al-Ṭabri,27:64, No.32478

[26]۔ ابراہیم، 14: 68

Al Qur'ān,14: 68

[27]۔ الترمذی، سنن ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، الرقم 3121

Al-Tarimẓi, Sunan Al-Tirimẓi, Abwab Tafsīr Al-Quran, No. 3121

مقامات میں منقول ہیں۔ان استفسارات وجوابات کو ایم۔فل علوم اسلامیہ کے لیے لکھے گئے ایک تحقیقی مقالے میں بالتفصیل شامل کیا گیا ہے۔[28]

ج۔بذریعہ درایت حدیث

احادیث کو بطور تفسیر بیان کرنے میں آپ کا اسلوب یہ بھی تھا کہ آپ آیات کو بیان کر کے ان کے صحیح محمل کا بیان فرماتیں اور اس کے ذریعے ایسی روایات کی تصحیح فرمادیتیں جو ان قرآنی آیات کے خلاف مفہوم کی حامل ہوتیں یا ان روایات کا ان آیات کی تفسیر میں استعمال ہونے کا احتمال ہوتا۔اس طرح گویا احادیث مبارکہ کو درایت کی روشنی میں پرکھ کر ہی تفسیر کے طور پر بیان فرماتی تھیں۔ اس کی مثال قلیب بدر کے واقعہ پر آپ رضی اللہ عنہا کا موقف ہے۔چنانچہ غزوہ بدر میں مارے گئے کفار کے مدفن پر کھڑے ہو کر جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا**۔[29] یعنی کیا تم نے اس وعدہ کو جو اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا تھا سچا پایا (یعنی اس کے سچا ہونے کا یقین ہو گیا)؟ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: **مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ**"یعنی جو میں ان سے کہہ رہا ہوں تم اس کو ان سے زیادہ نہیں سنتے"[30]۔سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب یہ روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے یوں نہیں بلکہ یوں ارشاد فرمایا "إِنَّهُمُ الآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ" یعنی وہ اس وقت یقینی طور پر جان رہے ہیں کہ ان سے جو کچھ میں کہتا تھا وہ سچ تھا" گ(ویا ایک تو اس کو ان کے

---

[28]۔ سید محمد طاہر شاہ ،صحابہ کرامؓ کے تفسیری استفسارات اور نبی اکرم ﷺ کے جوابات، تحقیقی مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ،(کلیہ عربی و علوم اسلامیہ, علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، سیشن200ء،) ص 182،239،244،248،361،385،393

Syed Muḥammad Ṭahir Shah, Ṣaḥaba kiram kay Tafsīri Istifsarat aur Nabi akram(S.A.W) kay Jawabat, Teḥqīqi Maqala baray M.Phil ‘Ulūm e Islamiah (Kuliyah Arabi wa ‘Ulūm e Islamiah,(AIOU)Islamabad, Session 2009) P.182, 239, 244, 248, 361, 385, 393

[29]۔الاعراف،7:44

Al Qur’ān,7 :44

[30]۔البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب قتل ابی جہل، الرقم:3976

Al-Bukhārī, Al-Jam’e Al-Saḥīḥ, Kitab Al-Maghāzī Al-Nabī, Bāb Qatl e Abi Jahl No. 3976

جاننے اور دوسرا اسی وقت کے لیے خاص ہونا بیان کیا)۔ اس کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید کی یہ آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں: **إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى**۔[31] یعنی اے پیغمبر ﷺ آپ مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے" وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ۔[32] یعنی آپ ﷺ قبروں میں پڑے ہوئے لوگوں کو نہیں سنا سکتے"[33] یہ قرآنی آیات کی ممکنہ تفسیری روایات کو قرآنی آیات کے مطابق بیان کرنے کی نہایت عمدہ مثال ہے۔ اگر چہ محدثین نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس استدلال کو مان کر ان دونوں روایتوں میں تطبیق دینے کی کوشش یوں کی ہے کہ تھوڑی دیر تک ان میں جان ڈال دی گئی تھی یعنی رسول اللہ ﷺ کے لیے گویا بطور معجزہ ان کافر مردوں میں تھوڑی دیر کے لیے سننے کی طاقت آگئی تھی۔[34]

اسی طرح آیت مبارکہ "وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى"[35] کی تفسیر میں استعمال ہو سکنے والی روایت کو درایتاً پرکھتے ہوئے اس کو قرآن کے مقصود کے مطابق بیان فرمایا اور آیت کے صحیح معانی اور وضاحت بیان کر کے واضح فرما دیا کہ اس بارے میں صحیح روایت کیا تھی۔ چنانچہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت " إِنَّ المَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ "بیان کی گئی جس کا مفہوم کسی ایک کے عمل کا خمیازہ کسی دوسرے کو بھگتنا سامنے آتا تھا اور مستقبل میں یہ روایت آیت مذکورہ بالا کی تفسیر و وضاحت میں استعمال کی جا سکتی تھی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اسی آیت کو اس روایت کی تردید میں پیش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: حَسْبُكُمُ القُرْآنُ:(وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى)[36] یعنی اس سلسلہ میں تمہارے

---

[31]۔ النمل، 80:27

Al Qur'ān,27:80

[32]۔ فاطر 22:35

Al Qur'ān,35 :22

[33]۔ البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 3978

Al-Bukhari, Al-Jame' Al-Saḥīḥ, No.3978

[34]۔ ندوی، سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ص 189

Nadvi, Sīrat e Aysha(R.A), P.189

[35]۔ الانعام 163:6

Al Qur'ān,6:163

[36]۔ البخاری، امام، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، رقم الحدیث 1288

Al-Bukhari, Al-Jami' Al-Ṣaḥīḥ, Kitab Al-Hanaiz No. 1288

لیے قرآن مجید کا یہ فرمان کافی ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ نیز فرمایا کہ دراصل ایسا نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا تھا: إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ وَذَنْبِهِ، وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ الآنَ"[37] یعنی میت پر عذاب تو اس کے گناہوں اور بدعملیوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کے گھر والے (لواحقین) ہیں کہ اس کی جدائی پر اب بھی روتے رہتے ہیں"۔ اور ایک موقع پر آپ رضی اللہ عنہا نے اس کی وضاحت یوں فرمائی کہ "إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا أَهْلُهَا، فَقَالَ: «إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا"[38] یعنی نبی اکرم ﷺ کا گزر ایک یہودی عورت کے پاس سے ہوا جس کے مرنے پر اس کے گھر والے آہ و بکا کر رہے تھے اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ رو رہے ہیں حالانکہ اس کو قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ اس طرح سیدہ نے قرآنی تفسیر میں پیش ہونے والی، یا قرآن کے کسی حکم کے اطلاق و تقیید یا تعمیم و تخصیص کا باعث بننے والی روایات کو درایتاً پرکھ کر اس کی حقیقت امت کو بتلائی تاکہ کسی وقت بھی مرجوح اور خلاف حقیقت تفسیر کو اختیار نہ کریں اور ان سے محفوظ رہیں۔

3۔ تفسیر القرآن بالاجتہاد

قرآنی تفسیر کرتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اجتہاد سے بھی کام لیتی تھیں۔ اس کی کئی امثلہ آپ کی تفسیر میں موجود ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں فرمان باری تعالیٰ ہے: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ[39]"(یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بے شک شراب جوا اور (آستانے) شرک کے لیے نصب کردہ چیزیں اور (پانسے) فال کے تیر، یہ سب سراسر گندے شیطانی کام ہیں، سو ان سے پرہیز کرو امید ہے تم فلاح پاؤ گے)۔ چنانچہ شراب کی حرمت کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہر مسکر یعنی نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور اس کی علت آپ یہ بیان کرتی ہیں کہ (إِنَّ اللَّهَ لَمْ يُحَرِّمِ الْخَمْرَ لِاسْمِهَا وَإِنَّمَا حَرَّمَهَا لِعَاقِبَتِهَا,وَكُلُّ شَرَابٍ يَكُونُ عَاقِبَتُهُ

---

[37]۔ ایضاً، کتاب المغازی، رقم الحدیث 3978

Ibid, Kitab Al-Maghazi No. 3978

[38]۔ ایضاً، کتاب الجنائز، رقم الحدیث 1289

Ibid, Kitab Al-Janaiz, No. 1289

[39]۔ المائدہ، 5:90

Al Qur'ān,5:90

كَعَاقِبَةِ الْخَمْرِ فَهُوَ حَرَامٌ كَتَحْرِيمِ الْخَمْرِ)۔"یعنی اللہ تعالیٰ نے خمر کے نام کی وجہ سے اس کو حرام نہیں کیا بلکہ اسے اس کے انجام کی وجہ سے حرام کیا ہے، لہذا ہر مشروب جس کا انجام شراب کی طرح کا ہو وہ خمر کی طرح حرام ہے"۔[40] اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً[41]" یعنی عورتوں کو ان کے حق مہر خوش دلی سے ادا کرو"۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں اپنے اجتہاد سے فرماتی ہیں کہ نحلۃ کا معنی واجبۃ ہے۔[42] یعنی عورتوں کے مہر کی ادائیگی تم پر واجب ہے اسے فرض جانتے ہوئے ادا کرو۔ اس طرح آپ نے آیات کی تفسیر کو اجتہاد کے ذریعہ بھی واضح فرمایا۔

4۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تفسیری استفسارات کے جوابات

ام المومنین سیدہ رضی اللہ عنہا کا تفسیری مقام اتنا اعلیٰ اور بلند تھا کہ آپ سے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین عظامؒ تفسیری استفسارات کیا کرتے تھے۔ اور آپ ان کے ان تفسیری استفسارات کا جواب علمی انداز میں دیا کرتی تھیں۔ ذیل میں اس کی چند امثلہ بیان کی جاتی ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آیت مبارکہ: وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ "[43](اور جو کچھ بھی تمہارے دلوں میں ہے اگرچہ تم اسے ظاہر کرو یا چھپائے رکھو، اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب ضرور لے گا۔ پھر (اللہ تعالیٰ) جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے)۔ اور آیت مبارکہ: "مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ

---

[40]۔ ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی، سنن دار قطنی، (مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان 2004ء) کتاب الاشربۃ وغیرھا، ج 5 ص 463، رقم الحدیث 4669

Abu Al-Ḥassan, ‘Ali bin ‘Umar Dār Quṭni, Sunnan Dār Quṭni, (Moassisat Al-Risalat, Bairūt Labnan,2004AD) Kitab Al-Ashribah wa Ghairha .5:463, No.4669

[41]۔ النساء، 4:4

Al Qur’ān,4:4

[42]۔ ابن أبي حاتم، الرازي، تفسير القرآن العظيم (مكتبہ نزار مصطفى الباز، السعوديہ، 1419ھ)، ج2 ص 861، رقم 4771

Ibn e Abi Ḥātim Al-Raazi, Tafsīr Al-Qurān Al-‘Azeem,(Maktabah Nazaar Muṣtafa Albaaz , Al-Saoodiah, 1419 H), 2:861, No.4771

[43]۔ البقرۃ، 284:2

Al Qur’ān,2:284

"[44](یعنی جو شخص بھی برا کام کرے گا وہ اس کی سزا ضرور پائے گا) کے بارے میں حضرت امیہؒ نے آپ سے استفسار کیا اور اس کی تفسیر دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: "ان سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو مصیبتوں میں گرفتار کرنا ہے جیسا کہ بخار یا کوئی غم میں مبتلا کر دینے والا حادثہ یا کوئی کانٹا چبھ جانا۔ یہاں تک کہ کبھی اپنے قمیص کے بازو (جیب) وغیرہ میں کوئی چیز رکھنے کے بعد اس کو بھول جاتا ہے اور پھر اس پر پریشان ہوتا ہے تو اس پریشانی پر بھی اس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ بندہ گناہوں سے اس طرح (پاک ہو کر) نکل جاتا ہے جیسے سونا سرخ انگیٹھی سے (صاف ہو کر نکلتا ہے)"۔[45]

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فرمان: "ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى (8) فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى (9) فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى"[46](پھر قریب آیا اور اوپر معلق ہو گیا۔ یہاں تک کہ دونوں میں دو کمان کی قدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پھر اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنی تھی سو کی)، کے بارے میں حضرت مسروقؒ تابعی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفسار کیا کہ اللہ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے۔ تو انہوں نے فرمایا "بے شک وہ جبرئیلؑ تھے وہ آپ ﷺ کے پاس آدمیوں کی شکل میں آیا کرتے تھے۔ لیکن اس بار وہ اپنی اصلی شکل میں آئے تو انھوں نے آسمان کے پورے افق کو ڈھانپ لیا"۔[47]

آپ رضی اللہ عنہا سے تفسیری استفسارات کی ایک اور مثال بخاری میں حضرت ابو عبیدہؒ بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت مبارکہ: "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ"[48]۔(اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو کوثر (خیر کثیر) عطا کی ہے) کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا" یہ ایک نہر ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو دی گئی ہے۔ اس پر ایک گنبد والا موتی اسے ڈھانپے ہوئے ہے۔ اس کے

44۔ النساء، 123:3

Al Qur'ān,3:123

45۔ الطبری، تفسیر الطبری، ج۲ ص ۱۱۷ نمبر ۶۴۹۵

Al-Ṭabri, Tafsīr Al-Ṭabrī,2:117, No.6495

46۔ النجم، 53: 7،8،9

Al Qur'ān,53:7,8,9

47۔ الطبری۔ تفسیر الطبری۔ ج ۲۲ ص ۵۰۴

Al-Ṭabri, Tafsīr Al-Ṭabrī,22:504

48۔ الکوثر، 108: 1

Al Qur'ān,108:1

بر تن ستاروں کی تعداد کی طرح ہیں"[49]۔اس طرح کی کئی مثالیں کتب حدیث اور تفاسیر میں متفرق مقامات پر موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام آپ سے تفسیر پوچھنے کے لیے رجوع کرتے تھے اور آپ ان کی تشفی فرمادیا کرتی تھیں اس سے آپ کے تفسیری درجہ کی بلندی کا پتہ چلتا ہے۔

5۔ تفسیری غلط فہمیوں کی اصلاح و درستی

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قرآنی آیات کے فہم و تفسیر میں ہو جانے والی غلط فہمیوں اور ابہام کو بھی بڑے علمی، عقلی اور تحقیقی انداز سے دور کر دیا کرتی تھیں۔مثال کے طور پر صفا اور مروہ کے درمیان سعی سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا "[50]یعنی بلاشبہ صفا اور مروہ کی پہاڑیاں اللہ کے مقرر کردہ شعائر (آداب گاہوں) میں سے ہیں۔پس جو (مسلمان) بھی خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ ادا کرے تو اس پر ان دونوں پہاڑیوں (صفاء اور مروہ) کے درمیان طواف کے پھیرے کرنے میں کچھ بھی گناہ نہیں ہے"۔اس آیت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے استفسار کیا: خالہ جان! اس آیت کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص (صفاء اور مروہ کا) طواف نہ کرے تو بھی کوئی مضائقہ اور حرج نہیں۔اس پر سیدہ نے جواب دیا: بھانجے! ایسی بات نہیں ہے۔تم نے ٹھیک نہیں سمجھا۔اگر اس آیت مبارکہ کا مطلب وہ ہوتا جو تم سمجھے ہو تو اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا: کہ (اگر ان (صفاء اور مروہ) کا طواف نہ کرو تو کچھ مضائقہ نہیں) دراصل یہ آیت مبارکہ انصار کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ اسلام سے قبل اوس و خزرج قبائل مناۃ بت کی پوجا و پکار کرتے تھے، جو کہ مشلل میں نصب تھا، اس لیے وہ صفا و مروہ کے طواف (سعی) کو برا جانتے تھے۔وہ جب اسلام لائے تو نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم لوگ پہلے تو ایسا کیا کرتے تھے، اب (اس سلسلہ میں) ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ اس پر باری تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر واضح فرمایا کہ صفا و مروہ کے درمیان طواف کرو اس میں کوئی مضائقہ یا حرج کی بات نہیں ہے۔[51] تفسیر قرآن

---

[49]۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب تفسیر القرآن۔ سورۃ انا اعطیناک الکوثر ج۲ص۱۷۸، نمبر ۴۹۶۵

Al-Bukharī, Al-Jam'e Al-Saḥīḥ, Kitab Tafsīr Al-Qurān, Surah Inna A'tinaaka Al-Kothar 2:178, No.4965

[50]۔ البقرۃ،158:2

Al Qur'ān,2:158

[51]۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب وجوب الصفا والمروہ، رقم الحدیث 1643

کے سلسلہ آپ رضی اللہ عنہا سے اس طرح کی کئی مثالیں ملتی ہیں جن میں آپ نے کسی غلط تفسیر کو اختیار کرنے کا معلوم ہو جانے پر اصلاح فرمادی اور شواہد و قوی دلائل کی روشنی میں راجح اور تحقیقی تفسیر بیان فرمادی۔

6۔ سورتوں کے موضوعات و خلاصوں اور نزول کا بیان

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید کی کئی سورتوں کے موضوعات اور خلاصے بیان فرمائے جو کہ قرآن کی تفہیم میں انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ اور سورۃ النساء کے بارے میں فرماتی ہیں: "یہ دونوں سورتیں مدینہ میں نازل ہوئیں ان دونوں میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ مناظرے کے اصول بتائے گئے ہیں۔ کیونکہ وہ مدینہ میں رہائش پذیر تھے اور مدینہ میں اسلامی دعوت کام کر چکی تھی، اس لیے ان میں احکام شریعت کا نزول شروع ہو گیا اور آیات نسبتاً طویل تر ہوتی گئیں اور ان دونوں سورتوں میں نازل شدہ آیات میں چونکہ احکام و قوانین کا اسلوب اپنایا گیا ہے اس لیے ان سورتوں میں (دوسری سورتوں کی نسبت) قافیے کم ہیں"۔ اسی طرح سورۃ القمر کے بارے میں فرماتی ہیں کہ بلاشبہ یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی اور اس سورۃ میں قیامت کا تذکرہ ہے۔ چونکہ یہ ابتداء اسلام کی بات تھی اس لیے اس میں مشرکوں اور ان کے عقائد و نظریات کا رد بیان کیا گیا ہے[52]۔

7۔ آیات کے ربط و نظم کا بیان

قرآن مجید کی آیات کے درمیان ربط کے بیان سے آیات کا مفہوم سیاق و سباق کے مطابق اور مربوط صورت میں واضح ہو جاتا ہے۔ اس ربط کو قائم کرنا اور اس کو بیان کرنا تفسیر نویسی میں کافی مشکل امر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید کے کئی مقامات پر آیات کا ربط اتنے حسن و خوبی سے بیان فرمایا ہے کہ اس سے ایک طرف تو آیات کا مفہوم واضح ہو گیا ہے اور دوسری طرف آپ کے اس انداز سے آیات کو ربط و نظم کے ساتھ واضح کرنے کا تفسیری اسلوب میسر آ گیا ہے۔

مثال کے طور پر یہ ارشاد باری تعالیٰ: وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ--"[53](یعنی اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ تم یتیم لڑکیوں (سے نکاح کرنے کی

Al-Bukharī, Al-Jam'e Al-Saḥīḥ, Kitab Al-Hajj , Baab wujūb Al-Safa wal-Marwah, No.1643

[52]۔ ندوی، سیرت سیدہ عائشہؓ، ص225

Nadvī, Sīrat e Aysha(R.A), P.225

53۔ النساء:3:4

صورت میں) ان کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو (تم ان یتیم لڑکیوں کے علاوہ) دوسری عورتوں میں سے جو بھی تمہیں بھلی معلوم ہوں ان سے خواہ دو دو کرو، خواہ تین تین اور چاہو تو چار چار عورتوں سے نکاح کر لو (لیکن اس سے زیادہ نکاح نہ کرو)۔ اور پھر بھی اگر تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ تم ان متعدد بیویوں میں برابری کے ساتھ برتاؤ نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی عورت پر اکتفا کر لو)۔ اب ظاہری طور پر آیت کے اول حصے اور بعد والے حصے میں باہم تعلق اور ربط نظر نہیں آرہا بلکہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ عدل و انصاف اور متعدد نکاح کرنے کی اجازت و ترغیب دینے میں کیا تعلق اور ربط ہو سکتا ہے؟ چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس سلسلہ میں استفسار کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: اے میری بہن کے بیٹے! اس آیت سے مراد وہ یتیم لڑکی ہے جو اپنے کسی ولی کی پرورش میں رہتی ہو اور وہ ولی اس لڑکی کے مال میں شریک ہو۔ اس لڑکی کا مال اور حسن و جمال ان میں سے کسی ولی کو بھلا و دلکش لگے۔ وہ محض اپنے ولی ہونے کے سبب یہ چاہے کہ اس سے نکاح کر کے اس کو مہر میں ایسا انصاف نہ دیے جیسا کہ اس ولی کے علاوہ اور کوئی دیتا (بلکہ اس کی جائیداد اور مال پر قبضہ کر لے اور چونکہ ان یتیم لڑکیوں کی طرف سے پوچھنے والا یا بولنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا لہذا اس وجہ سے ان کی مجبوری سے فائدہ اٹھائیں)، تو اللہ تعالیٰ نے ایسے مردوں کو اس بات سے منع فرمایا ہے کہ تم ان سے انصاف کیے بغیر اور ان کو اعلیٰ قسم کا مہر دیے بغیر ان سے نکاح نہ کرو۔ بلکہ ایسی یتیم بچیوں کے معاملہ میں اس طرح کا انصاف نہ کر سکنے کی صورت میں تم ان کے علاوہ جو عورتیں بھی تمہیں بھلی لگیں ان میں سے دو تین یا چار سے نکاح کر لو تاہم اس کے بعد بھی انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو، مگر کسی صورت میں بھی ان یتیم لڑکیوں کو اپنے نکاح میں لے کر مجبور اور بے بس نہ کرو[54]۔ اس طرح آیت کے دونوں حصوں کا مفہوم اور ربط بڑے خوبصورت انداز سے واضح ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: " وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ "۔[55] یعنی " اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی

Al Qur'ān,4:3

54۔ الطبری، تفسیر الطبری، ج۹ ص۲۵۹ الرقم ۱۰۵۵۴

Al-Ṭabri, Tafsīr Al-Ṭabrī,9:259, No.10554

55۔ النسآء 4:128

Al Qur'ān,4:128

طرف سے ناخوشی یا بیزاری (کے پیش نظر طلاق) کا اندیشہ ہو تو ان دونوں (میاں بیوی) کے لیے اس بات میں کوئی گناہ (حرج و مضائقہ) نہیں ہے کہ وہ باہمی اتفاق اور ہم آہنگی سے کسی قسم کی صلح کا راستہ اختیار کر لیں اور (خلع یا طلاق کی بجائے) باہم صلح کر لینا ہی بہتر ہے"۔ اب اس آیت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیت کے پہلے حصے اور دوسرے حصے کے مفہوم میں کیا ربط ہے اور اس کے لئے خاص طور پر "حکم صلح" نازل کرنے کی کیا حاجت اور ضرورت تھی؟ اس کی توضیح اور ربط کو واضح کرتے ہوئے سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دراصل یہ آیت مبارکہ اس عورت کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کا خاوند اس کی طرف زیادہ التفات نہیں کرتا اور اس کے پاس اس کا آنا جانا زیادہ نہیں ہے (یا بیوی اتنی سن رسیدہ اور بوڑھی ہو گئی ہے اور اس قابل نہیں رہی ہے کہ اپنے خاوند کی خدمت گزاری کر سکے) تو اس مخصوص حالت میں اگر بیوی علیحدگی اور طلاق لینے کو پسند نہ کرے بلکہ بیوی رہتے ہوئے اپنی خواہش اور مرضی سے اپنے حق اور تقسیم سے سبکدوشی اختیار کر لے اور کہے کہ مجھے طلاق نہ دو اور اپنے ساتھ ہی رکھو، چاہے میرے سوا کسی اور عورت سے شادی بھی کر لو، تم میرے خرچ وغیرہ سے بھی آزاد ہو، اور تم پر میری باری کی بھی کوئی قید اور پابندی نہیں ہے، تو ان کی یہ باہمی مصالحت اور معاہدہ برا نہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ قطعی اور مکمل علیحدگی سے اس طرح کی صلح بہتر ہے [56]۔ اس طرح آپ نے آیات کا ربط انتہائی عمدگی اور مہارت سے بیان فرما دیا جس سے متعلقہ آیات کے فہم میں آسانی میسر آگئی۔

تفسیر اور علوم قرآن پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ علمی اور فنی کاوشیں بلاشبہ کثیر ہیں ان کا احاطہ ایک مختصر مقالہ میں ہرگز نہیں کیا جا سکتا اس کے بیان لیے ایک ضخیم کتاب درکار ہو گی تاہم بطور مثال اور نمونہ کے ان میں سے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ آپ کی تفسیر کے ان پہلوؤں سے کچھ واقفیت ہو سکے اور فہم قرآن کی ان جہات کو اختیار کیا جا سکے۔

خلاصہ اور نتائج بحث

دین اسلام میں مقام و مرتبہ کا معیار دین و تقویٰ اور علم و عرفان قرار دیا گیا اور رنگ و نسل اور مال و جنس کو عزت و عظمت کی بنیاد نہیں بنایا گیا۔ چنانچہ ان صفات سے متصف خواتین کو بھی وہ مقام و مرتبہ ملا جو کسی اور کو کم ہی

[56]۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، رقم الحدیث 5206

Al-Bukhari, Al-Jam'e Al-Saḥīḥ, Kitab Al-Nikaḥ, No.5206

نصیب ہوا۔ ان میں سے ایک ہستی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی۔ آپ ایک عورت تھیں لیکن بڑے بڑے مرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے اور قرآن و حدیث کا فہم اور خصوصاً تفسیر قرآن حاصل کرنے لیے آپ سے رجوع کیا کرتے تھے۔ نبی پاک ﷺ سے طویل رفاقت اور تعلم کی وجہ سے آپ کو اگر چہ علم کے ہر میدان میں مہارت اور ملکہ حاصل تھا تاہم قرآن اور تفسیر قرآن میں آپ کو خصوصی شغف اور مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ نے قرآنیات اور تفسیر میں ایسا تحقیقی اسلوب و منہج اختیار کیا جو کہ تفسیر کے شعبے میں ہر دور کے مفسرین کو تحقیقی بنیادیں اور مثالیں فراہم کرتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے قرآنی آیات کی تفسیر میں ہر قسم کی اغلاط اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کی، کلام اللہ کی تفسیر میں غیر علمی اور غیر تحقیقی رویوں کی حوصلہ شکنی کی، آسان، سہل اور سیاق وسباق سے مناسبت والی تفسیر کو بیان کیا اور تفسیر کے بیان میں نبی اکرم ﷺ سے صحت کے ساتھ ثابت شدہ تفسیر کو بنیاد بنا کر یہ فریضہ سرانجام دیا اور یہ ثابت کیا کہ اسلام میں عورتوں کا کیا مقام و مرتبہ ہو سکتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License